## 99499 ۔ لوگوں نے فطرانہ جمع کروایا لیکن فقراء نہ ملنے کی وجہ سے عید کے بعد تقسیم کیا

## سوال

ایك شخص اٹلی میں مقیم ہیے، اور اپنیے علاقیے كی مسجد كا متولی اور نگران ہیے، مسجد كیے كام مثلا خرچہ وغیرہ اور رمضان میں فطرانہ جمع كرنا تا كہ مستحقین تك پہنچایا جا سكیے، لیكن مستحقین كی مكمل شروط والا شخص نہیں ملا جسیے وہ فطرانہ وغیرہ دیا جا سكیے، اور ابھی تك اس كیے پاس ہی جمع ہیے، تو كیا مسجد كا نگران اسیے مسجد كے خرچہ میں جمع كر لیے ؟

یہ علم میں رہیے کہ مسجد کیے اخراجات کافی ہیں، یا کہ وہ اپنے ملك میں شرعی علوم پڑھانے والے مدرسہ کو دے دے، کیونکہ مدرسہ محسنین سے چندہ جمع کر کیے چلایا جا رہا ہے، اور آیا کیا ایسے کرنے میں کوئی حرج تو نہیں، کیونکہ ا سکا بیٹا اس مدرسہ میں پڑھتا ہے، اور کیا فطرانہ دینے والوں کے اجروثواب میں تو کمی واقع نہیں ہو گی ؟

## يسنديده جواب

الحمد للم.

اول:

فطرانہ نماز عید سے قبل ادا کرنا واجب ہے؛ کیونکہ ابو داود اور ابن ماجہ میں ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ دار کے لیے لغو فضول حرکتوں سے پاکی اور مساکین کے لیے بطور کھانا فطرانہ فرض کیا، جس نے نماز سے قبل فطرانہ ادا کیا تو یہ فطرانہ قبول ہوگا، اور جس نے نماز عید کے بعد ادا کیا تو یہ عام صدقات میں سے ایك صدقہ ہے "

سنن ابو داود حديث نمبر ( 1609 ) سنن ابن ماجم حديث نمبر ( 1827 ).

علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے حسن قرار دیا ہے۔

ابو داود کی شرح عون المعبود میں لکھا ہے:

<sup>&</sup>quot; اور ظاہر یہ ہوتا ہے کہ جس نے بھی نماز عید کے بعد فطرانہ ادا کیا تو وہ اسی طرح ہے جس نے فطرانہ ادا ہی نہ کیا ہو، اس وجہ سے کہ اس نے واجب کردہ صدقہ چھوڑا ہے۔

اور اکثر علماء کرام یہ کہتے ہیں کہ: نماز عید سے قبل فطرانہ کی ادائیگی صرف مستحب ہے، اور انہوں نے بالجزم یہ کہا ہے کہ عید والے دن کے آخر تك اس کی ادائیگی ہو سکتی ہے، لیکن حدیث ان کا رد کرتی ہے۔

اور رہا یہ کہ فطرانہ کی ادائیگی یوم عید سے بھی مؤخر کرنا ت واس کے متعلق ابن رسلان کہتے ہیں:

یہ بالاتفاق یہ حرام ہیے، کیونکہ یہ زکاۃ ہیے، تو اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنا گناہ کو موجب ہوگا، جس طرح کہ نماز کو وقت نکلنے کے بعد ادا کرنا گناہ ہے " انتہی.

اس بنا پر اس امام نے جمع کردہ فطرانہ کی ادائیگی میں تاخیر کر کے غلطی کی ہے، اس کو چاہیےے کہ وہ مساکین اور مستحقین کو تلاش کرتا، یا پھر کسی اور ملك اور علاقہ جہاں محتاجین تھے وہاں بھیج دیتا.

دوم:

جس نے بھی بغیر کسی عذر کے یوم عید کے بعد فطرانہ ادا کیا تو وہ گہنگار ہوگا، اس پر فطرانہ کی قضاء لازم ہے، اور مسجد کے نمازیوں کو کوئی گناہ نہیں، کیونکہ انہوں نے اسے اپنی جانب سے فطرانہ ادا کرنے کا وکیل بنایا تھا، اور اب امام کو چاہیے کہ وہ مستحقین تك فطرانہ پہنچائے، اور فطرانہ مسجد کے اخراجات میں شامل کرنا جائز نہیں.

رہا شرعی علوم کی تعلیم دینے والا مدرسہ اگر تو مدرسہ میں زیر تعلیم طلباء فقراء ہیں اور زکاۃ کے مستحق ہوں تو فطرانہ انہیں دینا جائز ہے، وگرنہ نہیں.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اور اگر وہ اس ( یعنی فطرانہ کی ادائیگی ) میں یوم عید کیے بعد تك تاخیر كرتا ہیے تو وہ گنہگار ہوگا، اور اس پر قضاء لازم ہیے " انتہی.

ديكهيں: المغنى ابن قدامہ ( 2 / 458 ).

اور الموسوعة الفقهية مين درج سے:

" مالکیہ اور شافعیہ اور حنابلہ کی رائیے یہ ہیے کہ جس نے بھی ادائیگی کی استطاعت کیے باوجود فطرانہ یوم عید کیے بعد تك مؤخر کیا تو وہ گنہگار ہوگا، اور اس پر قضاء لازم ہیے " انتہی.

ديكهين: الموسوعة الفقهية ( 43 / 41 ).

اور مستقل فتوی کمیٹی سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

کیا فطرانہ کی ادائیگی کا وقت نماز عید سے لیکر دن کے آخر تك سے ؟

كميثى كا جواب تها:

" فطرانہ کی ادائیگی کا وقت نماز عید کیے بعد شروع نہیں ہوتا، بلکہ رمضان کیے آخری دن کا سورج غروب ہونیے سیے شروع ہوتا ہیے جو کہ شوال کی پہلی رات ( جسیے عرف عام میں چاند رات کہا جاتا ہیے ) ہیے، اور نماز عید کیے وقت پر ختم ہو جاتا ہیے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نیے نماز عید کی ادائیگی سیے قبل فطرانہ ادا کرنے کا حکم دیا سے .

ابن عباس رضى الله تعالى عنهما بيان كرتے ہيں كه رسول كريم صلى الله عليه وسلم نے فرمايا:

" جس نے نماز عید سے قبل ادا کر دیا تو یہ فطرانہ مقبول ہے، اور جس نے نماز عید کے بعد ادا کیا تو یہ عام صدقات میں سے ایك صدقہ ہے "

اور عید سے ایك یا دو یوم قبل فطرانہ كى ادائيگى جائز ہے، اس كى دلیل ابن عمر رضى اللہ تعالى عنہما كى یہ حدیث ہے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارك میں فطرانہ فرض کیا.....

اور اس حدیث کیے آخر میں ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں:

" اور یہ فطرانہ عید سے ایك یا دو یوم قبل دیا کرتے تھے "

چنانچہ جس شخص نے بھی اس کی ادائیگی وقت میں نہ کی تو وہ گنہگار ہوگا، اور اسے اس میں تاخیر سے توبہ و استغفار کرنا ہوگی، اور اس کے ساتھ ساتھ فطرانہ بھی فقراء کو ادا کرنا ہوگا " انتہی.

ديكهيں: فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء ( 9 / 373 ).

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

میں نے فطرانہ ادا نہیں کیونکہ عید کا اعلان اچانك ہواتھا، اور عید الفطر کے بعد مجھے یہ دریافت کرنے کی فرصت ہى نہیں ملی کہ ا ب اس سلسلہ میں مجھے کیا کرنا چاہیے، تو کیا فطرانہ مجھ سے ساقط ہو گیا ہے یا کہ ادائیگی ضروری ہے، اور اس کی حکمت کیا ہے ؟

شيخ رحمہ اللہ كا جواب تها:

فطرانہ کی ادائیگی فرض ہے، ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فطرانہ فرض کیا "

تو یہ ہر مسلمان مرد و عورت بچے اور بوڑھے، آزاد و غلام پر فرض ہے، اگر فرض کیا جائے کہ عید اچانك ہوئی ہو اور آپ اسے بہلے نہیں ادا كر سكے، تو آپ اسے عید كے دن ادا كر دیں، چاہے نماز كے بعد ہی ادا كرتے، كيونكہ فرضی عبادت كا وقت جب كسی عذر كی بنا پر ختم ہو جائے تو وہ عذر زائل ہوتے ہی اس كی ادائيگی كی جائيگی.

کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز کیے بارہ میں فرمان ہیے:

" جو شخص نماز بھول جائے، یا سویا رہے تو جب اسے یاد آئے اسی وقت اس کی ادائیگی کر لے، ا سکا کفارہ یہی ہے "

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:

اور میری یاد کے لیے نماز قائم کر . طم

اس بنا پر میرے سائل بھائی آپ کو فطرانہ کی ادائیگی اب کر دینی چاہیے " انتہی.

ماخوذ از: فتاوى الشيخ ابن عثيمين ( 18 / 271 ).

اور شیخ رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے:

" اور اگر کسی عذر مثلا بھولنے، یا پھر چاند رات کو فقراء نہ ملنے کی بنا پر فطرانہ کی ادائیگی میں تاخیر کی تو فطرانہ قبول ہوگا، چاہے اس نے اسے اپنے مال کے ساتھ واپس کر دیا، یا اسے فقیر اور محتاج کے آنے تك باقی رکھا "

اس امام مسجد کو چاہیےے کہ وہ جمع کردہ فطرانہ فقراء و محتاجین کو ادا کردے، اگر اس کے علاقے میں فقراء و محتاجین نہیں ملتے تو پھر کسی اور ملك اور علاقے بھیج دے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے فطرانہ کسی اور ملك اور علاقے میں بھیجنے کے متعلق دریافت کیا گیا تو ان کا جواب یہ تھا:

" اگر تو کسی ضرورت مثلا محتاج اور فقراء نہ ملنے کی صورت میں فطرانہ کسی اور علاقے میں بھیجا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور اگر بغیر کسی ضرورت کے ہو کسی اور علاقہ میں فطرانہ بھیجا جائے مثلا اس علاقے میں فقراء و محتاجیں ہوں تو پھر اہل علم کے قول کے مطابق کسی اور علاقے میں فطرانہ بھیجنا جائز نہیں " انتہی.

ماخوذ از: فتاوى ابن عثيمين ( 18 / 318 ).

واللم اعلم .